OPEN ACCESS
RUSHAD
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Lahore Insititute for Social Scicnces, Lahore.*
ISSN (Print): 2411-9482
ISSN (Online): 2414-3138
Jul-Dec-2021
Vol: 1, Issue: 1
Email: journalrushd@gmail.com
OJS: https://rushdjournal.com/index

قاریہ طاہرہ بنت القاری[1]

امہات المومنین کی خدماتِ قراءت

The services of the Companions of Prophet (PBUH) for the teaching and learning of the Holy Quran are unforgettable. The wives of the Holy Prophet (PBUH) were also second to none in the dissemination of knowledge of religion. He (PBUH) paid special attention to the education and training of women. He used to share his sermons with men as well as women. Therefore, women in the class of Companions also contributed to the teaching and learning of Quran and Sunnah without any discrimination. This is why in the time of the Prophet some of the Companions, the mothers of the believers and in the later periods many women are prominent reciters, narrators, and jurists, which is a shining chapter of our scholarly heritage. This article reviews the services of the wives of the Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him) who have been given the title of Ummahat- ul-Momineen. The most prominent name among the mothers of the believers regarding the services of Quran and recitations is Hazrat Ayesha Siddiqah (R.A). Apart from her, how other mothers of believers have rendered their services in this art has also been made a topic of discussion.

آسمانی کتب میں سے قرآن حکیم اللہ عزو جل کی وہ کتاب ہے جسے یہ امتیاز اور مقام حاصل ہے کہ اپنے زمانہ نزول سے ہی صحابہ وصحابیات اسکے تعلیم و تعلم کے لیے حامل قرآن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے گرد

1 بنت استاذ القراء قاری محمد یحیٰ رسولنگری،ایم فل سکالر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،اسلام آباد

جمع رہتے، کیونکہ آغاز ہی سے قرآن حکیم کی اثر انگیزی اور شیرینی نے قلوب واذہان کو مسخر کر لیا تھا۔ اور اللہ رب العزت نے ان کے اذہان و قلوب کو قرآن سمجھنے کیلئے منتخب فرمایا۔ ابتداً جو لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے، اس کا محرک قرآن حکیم اور صاحبِ قرآن کی شخصیت، اور فرمودات الٰہیہ کی عملی تصویر تھے، جن میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ جیسے صحابہ وصحابیات کے نام پیش کیے جاسکتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے اس کی جمع وحفاظت کا ذمہ لیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ﴾[1]

دوسری جگہ اِرشادِ خداوندی ہے:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾[2]

نبی کریم ﷺ کے سینہ اطہر میں محفوظ فرمایا، نبی کریم ﷺ جب اور جیسے چاہتے بتوفیق الٰہی قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے۔ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام کو حفظ قرآن کی بھی ترغیب دلاتے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ"[3]

"صاحب قرآن (قرآن حفظ کرنے والے) کی مثال پاؤں بندھے اونٹوں (کے چرواہے) کی مانند ہے اگر اس نے ان کی نگہداشت کی تو وہ انھیں قابو میں رکھے گا اور اگر انھیں چھوڑ دے گا تو وہ چلے جائیں گے۔"

حفظ وجمع کے ساتھ ساتھ کتابتِ قرآن کا بھی اہتمام فرمایا، قرآن حکیم کا جو حصہ نازل ہوتا، کاتبینِ وحی اسے نقل فرماتے۔

---

1 سورۃ القیامہ، 75: 16-19۔

2 سورۃ الحجر، 15: 9۔

3 القشیری، مسلم بن الحجاج، امام، صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، بَابُ الْأَمْرِ بِتَعَهُّدِ الْقُرْآنِ، (ریاض: دارالسلام، 2007ء)، رقم: 1839۔

معاشرے کی تعمیر واصلاح میں خواتین کا حصہ

کسی بھی قوم کی تعمیر وترقی میں مرد حضرات کے ساتھ خواتین بھی نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔ علم وہ واحد چراغ ہے جس سے تاریک ذہنوں میں اجالا ممکن ہے، اسلامی نظریہ کے مطابق علم کے حصول وترویج میں خواتین بھی مردوں جتنا حق رکھتی ہیں۔

«طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ»[1]

بچوں کی تربیت، معاشرہ کی اصلاح وفساد، بناؤ وبگاڑ کا تعلق مردوں کی بہ نسبت عورتوں سے زیادہ ہے۔ بچے ماؤں کی گود میں پلتے ہیں اور ان کا سب سے پہلا مکتب ومدرسہ ماں کی گود ہوتی ہے۔ عورتوں کی اصلاح معاشرے کی اصلاح ہے، عورتیں اگر چاہیں تو بگڑے ہوئے معاشرے اور مغربی سیلاب کا رخ موڑ سکتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ شریعت میں بہت سے احکام خصوصیت کے ساتھ عورتوں کے متعلق بیان کیے گئے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے عورتوں کی اصلاح کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ فرمائی ہے، آپ ﷺ اپنے ووعظ ونصائح میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کو بھی شریک کرتے تھے، اور بعض اوقات محض خواتین کو مستقل وعظ بھی فرماتے۔

قرآن حکیم میں بھی خواتین سے برابر خطاب کیا گیا ہے، فرمانِ ربانی ہے:

﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ﴾[2]

"پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول کی، (کیونکہ) میں کسی محنت کرنے والے کی محنت ضائع نہیں کرتا تم میں سے مرد ہو یا عورت، آپس میں ایک ہو۔"

یعنی احکام، ثواب وعقاب میں کسی کی کچھ تخصیص نہیں، مرد ہو یا عورت، نیک اعمال کرے تو اسے اجر ملے گا۔

خصوصیت خطاب کی وجہ ہے (بعضکم من بعض) کہ تم دونوں آپس میں ایک دوسرے کے جزو ہو، پس حکم بھی دونوں کا یکساں ہے، اس لیے جدا خطاب کرنے کی ضرورت نہیں تھی، مگر جہاں نمایاں کرنا مقصود تھا، وہا

---

[1] البزار، أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق، مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، مَا رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي بَكْرٍ، (المدينة المنورة: مكتبة العلوم والحكم، 2009ء)، رقم: 94۔

[2] سورة آل عمران، 3: 195۔

ں الگ خطاب بھی فرمایا، جیسا کہ ایک دوسری جگہ خطاب خاص عورتوں کو کیا گیا جیسے:

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ﴾[1]

"اے نبی کی بیبیو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو۔"

اس آیت میں ازواج مطہرات کو خطاب ہے۔ مزید ایک جگہ مومن خواتین سے فرمایا:

﴿وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾[2]

"اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔"

مذکورہ آیت میں تمام مسلم خواتین کو خاص طور پر مخاطب بنایا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کی طرح اللہ رب العزت کی عنایت عورتوں پر بھی ہے۔ بعض جگہ مذکر و مونث کے دونوں صیغے مخلوط لائے گئے ہیں۔ جیسے:

﴿اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِيْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِيْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾[3]

"بے شبہ مسلمان (اللہ کے آگے سر تسلیم خم کرنے والے) مرد اور مسلمان عورتیں، اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں، اور راست باز مرد اور راست باز عورتیں، اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں، اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے

---

[1] سورة الاحزاب، 33: 32۔

[2] سورة النور، 24: 31۔

[3] سورة الأحزاب، 33: 35۔

رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں۔ کچھ شک نہیں کہ ان کے لئے خدا نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔"

اس آیت کریمہ میں اسلامی معاشرے کے اہم اور بنیادی تقاضے واضح فرمائے گئے ہیں، ان سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے یہاں جو معاشرہ مطلوب و محمود ہے، وہ کن کن صفات وخصائل کا حامل اور امین وپاسدار ہونا چاہیے۔ اس لئے مذکورہ آیت کریمہ میں ایک جامع انداز واسلوب کے ساتھ وہ عمدہ صفات وخصائل ذکر کئے گئے ہیں، جو اہل ایمان سے مطلوب ہیں۔ اسی لئے اس میں خواتین کا ذکر ضمناً اور تبعاً نہیں، بلکہ مردوں کے ساتھ اور پہلو بہ پہلو فرمایا گیا ہے۔ اس لئے کہ عورتوں کا تناسب معاشرے میں نصف ومساوی اور برابر برابر ہے۔ اور معاشرے میں علم کی ترویج، معاشرے کی اصلاح وفساد اور اسکے بناؤ بگاڑ میں ان کا حصہ مردوں کے برابر ہے، بلکہ بعض اعتبارات سے ان سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔

لہٰذا طبقۂ صحابہ کرام میں خواتین نے بھی بلا امتیاز قرآن وسنت کے تعلیم و تعلم میں اپنا حصہ ڈالا۔ یہی وجہ ہے کہ دور نبوی میں بعض صحابیات، امہات المومنین اور ان کے بعد کے ادوار میں بہت سی خواتین قاراءات، محدثات اور فقیہات کے کارہائے نمایاں نظر آتے ہیں، جو ہمارے علمی ورثہ کا ایک درخشندہ باب ہے۔ اس مضمون میں ازواج النبی ﷺ جنھیں امہات المومنین کا لقب دیا گیا ہے، کی خدماتِ قراءات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

اُمہات المومنین

صحابیات میں سے بعض خواتین نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے قرآن اور علوم القران کی تعلیم حاصل کی، ان میں امہات المومنین میں سر فہرت ام المومنین حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت ام سلمہ جملہ علوم میں بلند مقام پر فائز ہیں۔ ان کے علاوہ بھی صحابیات جن کے ذمہ تعلیم القرآن، خواتین کی باجماعت نماز کی ادائیگی، قراءاتِ قرآن، تدریس وتفہیمِ قرآن تھی، مثلاً حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ اور ان کی والدہ خیرہ بنت ابی جو فہم قرآن اور زہد و تقوی میں اپنی مثال آپ تھیں۔

بعض صحابیات مکمل قرآن کی حافظہ و قاریہ تھیں، ان کا تعلق بالقرآن اور شوق ومحبت اس درجہ کی تھی کہ نبی کریم ﷺ جو تلاوت قرآن فرماتے، تو وہ اسے پوری توجہ سے سماعت فرماتیں اور حفظ کر لیتیں۔

صحابیات کے اس جذبہ اور صحابہ کرام کا اپنی عورتوں کو قرآن و سنت کی تعلیم سے آراستہ کرنے کے شوق کا سبب اسلامی تعلیمات تھیں، جیسا کہ حدیث میں ہے:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"ثَلاَثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ،آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَالعَبْدُ المَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ،وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا،وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا،ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ"[1]

"حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن کے لیے اعمال کا دوگنا اجر ہے۔۔۔(جن میں سے ایک آدمی وہ بھی ہے) جسکی ایک باندی ہو، اور وہ اسے بہترین ادب واحترام سکھائے اور تعلیم وتربیت سے مزین کرے، اسے آزاد کرے پھر اس سے شادی کرلے، اس کے لیے دوگنا اجر ہے۔"

رابطہ بنت حبان بن عنزہ کے متعلق ایک واقعہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے 'الاصابہ' میں بیان کیا ہے۔

"كانت من سبى هوزان وهبها رسول الله ﷺ لعلي إبن أبي طالب معلمها شيأ من القرآن "[2]

"وہ قبیلہ ہوازن کے بچوں میں سے تھیں نبی کریم ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب کی کفالت میں دیا جنہوں نے اسے قرآن کا کچھ حصہ سکھایا تھا۔"

تابعیات

صحابیات کے بعد تعلیمِ قرآن و قراءات کا سلسلہ تابعیات نے جاری رکھا، جن میں بعض نام بہت نمایاں ہیں۔ مثلاً حفصہ بنت سیرین انصاریہ قاریہ فقیہہ، درّہ بنت سعید بن المسیب، فاطمہ بنت منذر بن زبیر بن العوام، نفیسہ بنت الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب، ام الدرداء الصغری جن کا اصل نام ہجیمہ بنت حیی، بہترین

---

[1] السيوطي،عبد الرحمن بن أبي بكر،التوشيح شرح الجامع الصحيح،كتاب العلم،بَابُ تَعْلِيمِ الرَّجُلِ أَمَتَهُ وَأَهْلَهُ،(الرياض:مكتبة الرشد،1998ء)،رقم: 97۔

[2] ابن احجر العسقلاني،أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد،الإصابة في معرفة الصحابة،حرف الراء، رابطة بنت حسان،(بيروت: دار الكتب العلمية،1415ھ)،رقم: 11160۔

قاراءات تھیں۔

قراءات قرآنیہ اور امہات المومنین

ازواج مطہرات حضور پاک کے کاشانہ اقدس کی برکت سے دنیا کی تمام خواتین میں ایک اعلیٰ وارفع مقام رکھتی ہیں۔ امہات المومنین میں سے مشہور حافظات و قارءات اور قرآن و قراءات پر مکمل دسترس رکھنے والی ام المومنین حضرت عائشہ، حضرت حفصہ اور حضرت ام سلمہ ہیں، جو علمی لحاظ سے باقی ازواج سے بلند رتبہ کی حامل تھیں۔ حضرت عائشہ اور ام سلمہ کا علمی مقام و مرتبہ ان سے بھی بلند تر تھا۔

محمود بن لبید بیان کرتے ہیں:

"كان أزواج النبيﷺ يحفظن من حديث النبي ﷺكثيراً،ولا مثلاً لعائشة و أم سلمة ."[1]

"نبی ﷺ کی تمام ازواج ہی حدیث رسول ﷺ یاد کرتی تھیں، لیکن عائشہ اور ام سلمہ کی مثال ہی نہیں۔"

تعارف، ام المومنین سیدہ عائشہ

آپ کا نام عائشہ، لقب صدیقہ، خطاب ام المومنین تھا، اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر کے نام پر کنیت ام عبداللہ رکھی۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کو بنت الصدیق بھی فرمایا ہے، حدیث مبارکہ ہے:

أَنَّ عَائِشَةَ،زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هَذِهِ الآيَةِ: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ [المؤمنون: 60] قَالَتْ عَائِشَةُ: أَهُمُ الَّذِينَ يَشْرَبُونَ الخَمْرَ وَيَسْرِقُونَ؟ قَالَ: " لَا يَا بِنْتَ الصِّدِّيقِ... إلى آخر الحديث.[2]

"ام المومنین عائشہؓ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت ﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ کا مطلب پوچھا: کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں، اور چوری کرتے ہیں؟

---

[1] ابن سعد،محمد بن سعد ابو عبدالله،الطبقات الكبرى،ذكر من جمع القرآن على عهد رسول الله، عائشة زوج النبي،(بيروت:دار الكتب العلمية،1990ء)،2: 286۔

[2] الترمذي،محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى،سنن الترمذي،أبواب تفسير القرآن،بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ الْمُؤْمِنُونَ،(مصر:شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي،1975ء)،رقم: 3175۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، صدیق کی صاحبزادی!......"

آپ کے والد کا نام عبداللہ تھا، ابو بکر کنیت، اور صدیق لقب تھا۔ماں کا نام ام رومان تھا۔ نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں تو عمر چھ برس تھی، رخصتی ہوئی تو نو برس کی تھیں۔[1]

علمی مقام

تیرہ چودہ برس کی عمر تک انھیں قرآن کا زیادہ حصہ حفظ نہ تھا۔ فرماتی ہیں:

أَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنْ الْقُرْآنِ.[2]

"میں اس وقت کم سن تھی قرآن کا زیادہ حصہ یاد نہ تھا۔"

البتہ بعد میں انھوں نے محنت اور کوشش سے علمی میدان میں اس قدر بلند مقام حاصل کیا، کہ بلا تکلف ان کا نام حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لَوْ جُمِعَ عِلْمُ النَّاسِ كُلِّهِمْ،ثُمَّ عِلْمُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَانَتْ عَائِشَةُ أَوْسَعَهُمْ عِلْمًا"[3]

"اگر تمام لوگوں کا علم جمع کر لیا جائے، اور تمام ازواج کا علم بھی اکٹھا کر لیا جائے، سیدہ عائشہ کا علم ان سب سے زیادہ ہو گا۔

ایک اور قول جو حضرت عروہ بن زبیر کی طرف منسوب ہے، وہ فرماتے ہیں:

ما رأيت أحدا من الناس أعلم بالقرآن ولا بفريضة ولا بحلال وحرام ولا بشعر ولا بحديث العرب ولا النسب من عائشة رضي الله عنها.[4]

"میں نے عائشہ سے بڑھ کر کسی کو قرآن، فرائض، حلال و حرام، فقہ، شاعری، طب، تاریخ عرب

---

1 البخاري،محمد بن إسماعيل،صحيح البخاري،كتاب مناقب الأنصار،بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ،(دارالسلام،رياض،2008ء)،رقم: 3894۔

2 صحيح البخاري،كتاب المغازي،بَابُ حَدِيثِ،رقم: 4141۔

3 الحاكم محمد بن عبد الله أبو عبد الله،المستدرك علي الصحيحين،كِتَابُ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ،ذِكْرُ الصَّحَابِيَّاتِ مِنْ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللَّهِ،(بيروت:دار الكتب العلمية،1990ء)،4: 12،رقم: 6734۔

4 الذهبي،شمس الدين محمد بن أحمد،تذكرة الحفاظ،(بيروت:دار الكتب العلمية،1998ء)،1: 25۔

اور نسب کا عالم نہیں دیکھا۔"

سیدنا مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت عائشہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا:

" إِي وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ رَأَيْتُ مَشْيَخَةَ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - الْأَكَابِرَ يَسْأَلُونَهَا عَنِ الْفَرَائِضِ.." [1]

"اللہ کی قسم! میں نے اکابر صحابہ کرام کو حضرت عائشہ سے فرائض کے مسائل دریافت کرتے دیکھا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تقریباً دس سال رہیں، ان کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ جبرائیل (بیویوں میں سے) صرف ان کے بستر پر وحی لاتے۔ وہ نزول قرآن میں رسول اللہ ﷺ کی کیفیت اور قراءت سے خوب واقف تھیں۔

قرآن اترتا تو پہلی آواز سیدہ عائشہ کے کانوں میں پڑتی۔ سورۃ بقرہ اور سورۃ نساء جب نازل ہوئی تو نبی ﷺ کے پاس موجود تھیں۔ فرماتی ہیں:

وَمَا نَزَلَتْ سُورَةُ البَقَرَةِ وَالنِّسَاءِ إِلَّا وَأَنَا عِنْدَهُ... [2]

"جب سورۃ البقرۃ اور سورۃ النساء نازل ہوئیں، تو میں آپ ﷺ کے پاس تھی۔"

اس لیے قرآن مجید میں بڑی گہری نظر تھی، ہر مسئلے کے جواب میں قرآنی آیات سے حوالہ دیتی تھیں۔

علم تجوید و قراءات

قرآن حکیم تمام علوم و فنون کا منبع و سرچشمہ ہے، اس فن کی واقفیت سب سے زیادہ ان اصحاب کو تھی، جنہیں آنحضرت ﷺ سے شرف صحبت حاصل رہا اور انہوں نے بالمشافہ نبی کریم سے اس علم میں کمال حاصل کیا۔ حضرت عائشہ کو چونکہ سب سے بڑھ کر رسول اکرم کی صحبت اور تقرب حاصل تھا۔ آپ صاحب قرآن کی تلاوت کا مشاہدہ اور سماعت فرماتیں اور صحابہ کرام کی راہنمائی کرتیں۔ حضرت عبداللہ بن قیس بیان کرتے ہیں:

كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَتُهُ؟ أَكَانَ يُسِرُّ بِالقِرَاءَةِ أَمْ يَجْهَرُ؟ قَالَتْ: «كُلُّ ذَلِكَ كَانَ

---

[1] طبقات ابن سعد، 8: 52۔

[2] صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، بَابُ تَأْلِيفِ القُرْآنِ، رقم: 4993۔

يَفْعَلُ، قَدْ كَانَ رُبَّمَا أَسَرَّ وَرُبَّمَا جَهَرَ»[1]

"آپ ﷺ کی قراءت کیسی ہوتی تھی؟ کیا آپ ﷺ دھیرے پڑھتے تھے یا بلند آواز سے؟ کہا: آپ ﷺ یہ سب کرتے تھے۔ کبھی تو دھیرے پڑھتے تھے اور کبھی آپ ﷺ زور سے۔"

سیدہ عائشہ قرآن مجید کی مختلف قراءات پر گہری نظر رکھتی تھیں، قراءات سے متعلق بہت ساری روایات ان سے مروی ہیں، مثلاً

سورۃ واقعہ کی آیت ﴿فَرُوحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّةُ نَعِيمٍ﴾ کی ایک دوسری قراءت کی وضاحت کرتے ہوئے سیدہ عائشہ فرماتی ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ: ﴿فَرُوحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّةُ نَعِيمٍ﴾"[2].

سیدہ عائشہ بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ روح کو راء کے ضمہ سے پڑھتے۔

سورۃ نور کے ایک کلمہ کی قراءت کے متعلق فرماتی ہیں:

نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " فَقَرَأَ عَلَيْنَا ﴿سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا﴾ [النور: 1] " قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «يَعْنِي مُخَفَّفَةً حَتَّى أَتَى عَلَى هَذِهِ الْآيَاتِ»[3]

"رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے ہمیں یہ آیات پڑھ کر سنائیں (سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا) امام ابوداودؒ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے («فرضناها» کا کلمہ "را" کی تحفیف سے پڑھا حتیٰ کہ ان آیات پر پہنچے (جب میں سیدہ عائشہ طیبہؓ کی براءت کا مضمون ہے)۔"

قراءاتِ شاذہ

قرآن حکیم کی آیات مبارکہ کی قراءات متواترہ جو تواتر سے منقول ہو کر ہم تک پہنچی ہیں، حرف و کلمات و آیات کے علاوہ کوئی دوسرا زائد حرف یا کلمہ یا آیت جو قراءات متواترہ کے خلاف ہو اسے قراءات شاذہ کہا جاتا ہے۔ اس قسم کی چند قراءتیں سیدہ عائشہ سے بھی منقول ہیں۔

---

1 سنن ترمذي، أبوا ب القراءات عن رسول الله ﷺ، رقم: 2924۔

2 سنن ترمذي، أبواب القراءات، باب: و من سورة الواقعة، رقم: 2938۔

3 سنن أبوداود، كتاب العتق، كتاب الحروف والقراءات، رقم: 4008۔

عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ قَالَ أَمَرَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا فَقَالَتْ إِذَا بَلَغْتَ هَذِهِ الْآيَةَ فَآذِنِّي حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا فَأَمْلَتْ عَلَيَّ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ وَقَالَتْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[1]

"م المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ابو یونس کہتے ہیں کہ مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ میں ان کے لیے ایک مصحف لکھ کر تیار کر دوں۔ اور ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا کہ جب تم آیت: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ والصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ اپر پہنچو تو مجھے خبر دو، چنانچہ جب میں اس آیت پر پہنچا اور میں نے انہیں خبر دی، تو انہوں نے مجھے بول کر لکھایا ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ (نمازوں پر مداومت کرو اور درمیانی نماز کا خاص خیال کرو۔ اور نماز عصر کا بھی خاص دھیان رکھو۔ اور اللہ کے آگے خضوع و خشوع سے کھڑے ہوا کرو)۔ اور انہوں نے کہا کہ میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے۔"

قرآن میں یہ الفاظ نہیں ہیں، درحقیت (صلاۃ العصر) کے الفاظ صلوۃ الوسطی کی تفسیر ہیں، راوی کے سہو کو دخل ہے۔ اسی طرح سورۃ یوسف کی آیت کے متعلق حضرت عروہ بیان کرتے ہیں:

﴿حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا﴾[2]

"یہاں تک کہ پیغمبر ناامید ہوگئے اور ان کو خیال ہوا کہ وہ جھوٹ بولے گئے تو ہماری مدد آگئی۔"

حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے، ان سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا جبکہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اس آیت کے متعلق پوچھا: ﴿حَتّٰٓى إِذَا ٱسْتَيْـَٔسَ ٱلرُّسُلُ﴾ عروہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا تھا کہ آیت میں کُذِبُوا (تخفیف کے ساتھ) ہے یا کُذِّبُوا (تشدید کے ساتھ ہے؟) حضرت عائشہؓ نے فرمایا: کُذِّبُوا (تشدید کے ساتھ) ہے۔ اس پر میں نے کہا: انبیاء تو یقین کے ساتھ جانتے تھے کہ ان کی قوم انہیں جھٹلا رہی ہے، پھر ظَنُّوٓا سے کیا مراد ہے؟

---

[1] سنن ترمذي، ابواب تفسير القرآن، باب و من سورة البقرة، رقم: 2982۔

[2] سورة يوسف، 12: 110۔

انہوں نے فرمایا: ہاں، زندگی کی قسم! بلاشبہ پیغمبروں کو اس امر کا یقین تھا۔ میں نے کہا: ﴿وَظَنُّوٓاْ أَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِبُواْ﴾ میں اگر كُذِبُوا (تخفیف کے ساتھ) پڑھیں تو کیا قباحت ہے؟ انہوں نے فرمایا: معاذاللہ! پیغمبر اپنے رب کے متعلق ایسا گمان کیونکر کر سکتے ہیں؟ میں نے عرض کی: پھر اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: پیغمبروں کو جن لوگوں نے مانا اور ان کی تصدیق کی اور اپنے رب پر ایمان لائے، جب ان پر مدت دراز تک آفت اور مصیبت آتی رہی اور اللہ کی مدد آنے میں تاخیر ہوئی اور پیغمبر ان لوگوں کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے جنہوں نے ان کی تکذیب کی تھی اور وہ گمان کرنے لگے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اب وہ بھی ہمیں جھوٹا خیال کرنے لگیں گے، اس وقت اللہ کی مدد آ پہنچی۔[1]

اختلافِ قراءات کا اثر عجم سے اختلاط کے باعث بلاد عراق میں نسبتاً زیادہ تھا۔ ایک شخص عراق سے اس نیت سے حاضر ہوا کہ ام المومنین سے قرآن حکیم کے نسخہ سے اپنے نسخہ کی تصحیح کروں۔ درخواست کی ام المومنین مجھے اپنا مصحف دکھائیں۔ وجہ دریافت کی، تو عرض کی: ہمارے ہاں لوگ تلاوتِ قرآن میں قراءات اور ترتیب کا خیال نہیں رکھتے۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے قرآن کی ترتیب و قراءات آپ کے مصحف (قرآن) کے مطابق کر لوں، سیدہ عائشہ نے فرمایا: سورتوں کی تقدیم و تاخیر میں تو کوئی حرج نہیں۔ پھر اپنا مصحف نکال کر، ہر سورۃ کی آیات پڑھ کر لکھوا دیں:

> أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهَكٍ، قَالَ: إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ المُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، إِذْ جَاءَهَا عِرَاقِيٌّ، فَقَالَ: أَيُّ الكَفَنِ خَيْرٌ؟ قَالَتْ: وَيْحَكَ، وَمَا يَضُرُّكَ؟ " قَالَ: يَا أُمَّ المُؤْمِنِينَ، أَرِينِي مُصْحَفَكِ؟ قَالَتْ: لِمَ؟ قَالَ: لَعَلِّي أُوَلِّفُ القُرْآنَ--- إلى آخر الحديث.[2]

> ”ایک عراقی آیا اور کہنے لگا: کون سا کفن بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس! کفن جس طرح کا بھی ہو تجھے اس سے کیا نقصان ہو گا؟ پھر اس نے کہا: ام المومنین! مجھے اپنا مصحف دکھائیں۔ سیدنا عائشہؓ ن ے فرمایا: تجھے اس کی کیا ضرورت ہے؟ اس نے کہا میں نے اس کے مطابق قرآن کی ترتیب کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔“

---

[1] صحيح البخاري، كتاب تفسير القرآن، بَابُ قَوْلِهِ: ﴿حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ﴾، رقم: 4695۔

[2] صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، بَابُ تَأْلِيفِ القُرْآنِ، رقم: 4993۔

تعارف، ام المومنین سیدہ حفصہ

حفصہ بنت عمر بن خطاب قریش کے مشہور قبیلہ بنو عدی سے تھیں۔ والدہ کا نام زینب بنت مظعون تھا، جو مشہور صحابی عثمان بن مظعون کی بہن تھیں۔ آپ حضرت عبداللہ بن عمر کی حقیقی بہن تھیں۔ بعثت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں۔ پہلا نکاح خنیس بن حذیفہ سے ہوا، جو غزوہ احد میں شدید زخمی ہوئے اور بعد ازاں شہید ہو گئے۔ دوسرا نکاح نبی کریم ﷺ سے ہوا، اور ام المومنین کا شرف پایا۔[1]

علمی مقام

سیدہ حفصہ بنت عمر حافظہ قرآن تھیں۔ اسی طرح حدیث کی بھی راویہ ہیں، ان سے تقریباً 60 احادیث مروی ہیں۔ بخاری و مسلم نے بھی اپنی کتب صحیحہ میں حضرت حفصہ کی روایات نقل کی ہیں۔ سیدہ علوم قرآن، فقہ اور زہد و تقویٰ میں بلند مقام رکھتی تھی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ کی طرح صحابہ کے سوالات کے جوابات دیتی تھیں، سیدنا عبداللہ بن عمر بھی سیدہ حفصہ سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔ سیدہ حفصہ ان چند صحابیات میں سے تھیں، جو لکھنا جانتی تھیں۔ صحابیات میں سے ایک مشہور نام سیدہ شفاء ہے، ان کے متعلق آتا ہے:

"كانت الشفاء كاتبة،تكتب في الجاهلية." [2]

"سیدہ شفاء کاتبہ تھیں، اسلام لانے سے قبل لکھا کرتی تھیں۔"

نبی ﷺ نے حضرت شفاء بنت عبداللہ عدویہ کو بطور خاص مامور فرمایا کہ وہ سیدہ حفصہ کو لکھنا پڑھنا سکھائیں۔

عن الشّفَاءِ بِنْتِ عَبْدِ الله قالَتْ: "دَخَلَ عَلَيّ النّبِيّ ﷺ وَأَنَا عِنْدَ حَفْصَةَ فقال لي: أَلاَ تُعَلّمِينَ هَذِهِ – يعني حفصة – رُقْيَةَ النّمْلَةِ كَمَا عَلّمْتِيها الْكِتَابَةَ۔ " [3]

"سیدہ شفاء بنت عبداللہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے جبکہ میں ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ کے پاس تھی تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "تم اس کو نملہ (بچوں کی پسلیوں پر نکلنے والی پھنسیوں) کا دم کیوں نہیں سکھا دیتی ہو جیسے کہ اسے لکھنا سکھایا ہے۔"

---

[1] قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری،رحمة للعالمین،(فیصل آباد: مرکز الحرمین الاسلامی، س ن)،2: 426۔

[2] عمر رضا كحالة،أعلام النساء،(بيروت:مؤسسة الرسالة،س ن)،2: 301۔

[3] سنن أبوداود،كتاب الطب،كتاب ما جاء في الرقي،رقم: 3887۔

حضرت ابو بکر صدیق کے دور خلافت میں جب قرآن مجید کا ایک مصحف تیار کرنے کی ضرورت پیش آئی، اور حضرت زید اور حضرت عمر کی کاوشوں سے ایک مصحف مرتب ہو گیا، تو اسے سرکاری دستاویز کے طور پر حضرت ابو بکر صدیق کے پاس محفوظ کر دیا گیا۔ حضرت عمر خلیفہ مقرر ہوئے، تو حکومتی دستاویزات کے ساتھ ساتھ مصحف ان کی تحویل میں آ گیا۔ انھوں نے اپنی شہادت سے پہلے وہ مصحف حضرت حفصہ کے پاس رکھوا دیا۔ قرآن مجید کو جمع کرنے والے حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں:

فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالأَكْتَافِ وَالْعُسُبِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ، حَتَّى۔۔۔ وَكَانَتِ الصُّحُفُ الَّتِي جُمِعَ فِيهَا الْقُرْآنُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ»[1]

بعد میں حضرت عثمان کے دور خلافت میں جب لوگوں میں قراءات کا اختلاف رونما ہونا شروع ہوا، تو ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک معیاری مصحف ہونا چاہیے، جس سے لوگ اپنے مصاحف نسخ کر سکیں، تو حضرت عثمان نے حضرت حفصہ کے پاس پڑا ہوا مصحف صدیقی منگوایا۔ اور اس سے مختلف مصاحف نقل کر کے مملکت اسلامیہ کے تمام صوبوں میں بھیجے تھے، یعنی موجودہ مصحف انھیں سے نقل شدہ ہے۔

ایک حدیث میں جبرائیل نے سیدہ حفصہ کی تعریف ان الفاظ میں کی:

"فإنها قوامة صوامة و إنها زوجتك في الجنة." [2]

"وہ بہت عبادت کرنے والی روزہ رکھنے والی اور جنت میں بھی آپکی زوجہ ہے۔"

علم قراءات

قرآن حکیم کی حافظہ و قاریہ ہونے کے سبب نبی کریم کی قراءات کا بخوبی علم رکھتی تھیں۔

عن أبي مليكة أن بعض أزواج النبي ﷺ ولا أعلمها إلا حفصة سئلت عن قراءاة رسول الله ﷺ فقالت إنكم لاتطيقونها، قالت الحمد لله رب العالمين، الرحمن الرحيم، تعني الترتيل. [3]

---

1 صحيح البخاري، كتاب تفسير القرآن، بَابُ قَوْلِهِ: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾، رقم: 4679۔

2 القرطبي، أبو عمر يوسف بن عبدالله، الإستيعاب في معرفة الأصحاب، (بيروت: دار الجيل، 1992ء)، 4: 1812۔

3 أحمد بن محمد بن حنبل أبو عبد الله، مسند أحمد، (بيروت: مؤسسة الرسالة، 2001ء)، 44: 45، رقم:

”ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی کسی زوجہ محترمہ، میرے یقین کے مطابق حضرت حفصہ سے نبی کریم ﷺ کی قراءت کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے فرمایا تم اس طرح پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر انہوں نے سورۃ فاتحہ کی تین آیات کو توڑ توڑ (یعنی ہر آیت پر وقف کر کے) پڑھ کر دکھایا۔ قراءت قرآن کے مستند اسلوب یعنی ترتیل کی وضاحت فرمائی۔“

عن حفصة قالت ما رأيت رسول الله يصلى في صحته جالساً قط، حتى كان قبل موته بعام، فكان يصلى جالساً فيقراء السورة فيرتلها حتى تكون أطول من أطول منها.[1]

”سیدہ حفصہ سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ لیکن اپنے مرض الوفات سے ایک سال قبل آپ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے تھے، نماز میں جس سورۃ کی تلاوت فرماتے اسے خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے حتی کہ وہ خوب طویل ہو جاتی۔“

ترتیل سے مراد دورانِ تلاوت حرکات وسکنات کی رعایت کرنا، صاف طور پر اور درست ادائیگی کے ساتھ پڑھنا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا﴾[2]

علم تجوید اور علم الوقف والابتداء کو ملحوظ رکھتے ہوئے تلاوت کرنے کو ترتیل کہتے ہیں۔ اگرچہ نزول قرآن کا مقصد اسے سمجھنا اور اسکے مطابق زندگی بسر کرنا ہے، لیکن تلاوت سے متعلقہ ضروری امور کی ادائیگی بھی عبادت ہے۔ اگر ادائیگی درست نہ ہو تو معنی بدل جانے کا اندیشہ ہے جو بجائے ثواب کے گناہ کا باعث ہے۔ صحابیات اور بالخصوص امہات المومنین نے جیسے حضور اکرم ﷺ کو قراءت کرتے ہوئے دیکھا یا سنا، امت کی راہنمائی کے لیے بیان فرمادیا۔

ام المومنین سیدہ ام سلمہ

ہند بنت ابی امیہ نام اور ام سلمہ کنیت تھی۔ قریش کے قبیلہ بنو مخزوم سے تعلق تھا۔ والد کا نام ابو امیہ سہیل بن

26983۔

1 مسند أحمد، 4: 218، رقم: 26442۔

2 سورة المزمل، 73: 4۔

مغیرہ بن عبداللہ اور والدہ عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ ہیں۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے نکاح سے پہلے ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال کے نکاح میں تھیں۔ خواتین میں قدیم الاسلام، نہایت قوی الاسلام اور راسخ العزم خاتون تھیں۔[1]

حضرت ابو سلمہ کے ساتھ ایمان لائیں، جو ایمان لانے والے گیارہویں مرد تھے۔ اس لئے انہیں السابقون الاوّلون ہونے کا شرف حاصل ہے۔

علمی مقام

اپنے زمانے میں سب عورتوں سے زیادہ فقیہہ تھیں، علمی لحاظ سے اگرچہ تمام امہات المومنین بلند مقام پر فائز تھیں لیکن حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ کا کوئی ثانی نہ تھا۔

"كان أزواج النبي ﷺ يحفظن من حديث النبي ﷺكثيراً ولا مثلاً لعائشة و أم سلمة."[2]

بہت سے صحابہ کرام کے حیات ہونے کے باوجود جلیل القدر صحابہ اور خلفاء سیدہ ام سلمہ سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ مروان بن حکم کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اکثر سیدہ ام سلمہ سے مسائل پوچھتا اور کہتا:

"كيف نسأل أحد و فينا ازواج النبي ﷺ."[3]

"جب ہمارے درمیان ازواج النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم موجود ہیں تو کسی دوسرے سے کیسے پوچھیں؟"

حضرت عبداللہ بن عباس جیسے اکابر صحابہ آپ سے مستغنی نہ تھے۔[4]

آپ طویل العمر تھیں، اس لیے صحابہ کے ساتھ بہت سے تابعین بھی اپنی علمی پیاس بجھانے کیلئے حاضر ہوتے تھے۔ بہترین قاریہ ہونے کے سبب قرآن بہت عمدہ پڑھتیں، بلکہ صحابہ کرام کو حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرز اور طریقہ پر تلاوت کر کے سناتیں، سیدہ عائشہ کے بعد حدیث میں سب سے بلند تر مقام رکھتی تھیں۔ علامہ ابن

---

1 الإستيعاب في معرفة الأصحاب، (بيروت: دار الجيل،1992ء)،2: 330۔

2 طبقات ابن سعد،8: 66۔

3 مسند أحمد،6: 317۔

4 مسند احمد،6: 312۔

قیم رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق آپ کے فتاویٰ سے ایک کتابچہ مرتب کیا جا سکتا ہے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

"صاحب العقل البالغ والرأي الصائب."[1]

"مسائل کی مکمل تشفی فرماتیں۔ آپ علم الاسرار کی بھی ماہر تھیں۔"

علم قراءات

باقی علوم کی طرح علم القراءات (جس کا تعلق قرآن حکیم کی تلاوت سے ہے) پر دسترس حاصل تھی۔ کتب احادیث میں قراءات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق احادیث میں وضاحت موجود ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں باقاعدہ ایک کتاب (کتاب القراءات) کے نام سے قائم کی ہے، اس میں حضرت ام سلمہ کی کئی ایک احادیث موجود ہیں، جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءات کی کیفیت اور وجوہات کی وضاحت فرمائی گئی ہے۔

عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَاتِهِ فَقَالَتْ مَا لَكُمْ وَصَلَاتَهُ كَانَ يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ مَا صَلَّى ثُمَّ يُصَلِّي قَدْرَ مَا نَامَ ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ مَا صَلَّى حَتَّى يُصْبِحَ ثُمَّ نَعَتَتْ قِرَاءَتَهُ فَإِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا[2]

"یعلی بن مملک سے روایت ہے، انہوں نے ام المومنین ام سلمہؓ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: تمہارا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا کیا جوڑ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے پھر اتنی دیر سوتے تھے جتنی دیر نماز پڑھے ہوتے، پھر نماز پڑھتے تھے اسی قدر جتنی دیر سوئے ہوئے ہوتے، پھر اتنی دیر سوتے تھے جتنی دیر نماز پڑھے ہوتے۔ یہاں تک کہ آپ صبح کرتے، پھر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرأت کی کیفیت بیان کی اور انہوں نے اس کیفیت کو واضح طور پر ایک ایک حرف حرف کرکے بیان کیا۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر نفل نماز گھر میں ہی ادا کرتے تھے، اور امہات المؤمنین اس کا بغور مشاہدہ فرماتیں۔ قرآن

[1] الإصابة في معرفة الصحابة،8: 2-

[2] سنن ترمذي،أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ،بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ،رقم: 2923-

کی تلاوت بزبان نبوت سماعت فرماتیں۔ پھر اندازِ تلاوت اور کیفیت قراءات کو امت کی راہنمائی کے لئے من وعن بیان کرتیں، کہ قراءت قرآن میں ہر ہر حرف کی ادائیگی کا حق ادا کرتے، یعنی سرعت سے اجتناب فرماتے۔

اسی طرح ابواب القراءات عن رسول اللہ ﷺ میں ام سلمہ سے مروی ہے:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ثُمَّ يَقِفُ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ثُمَّ يَقِفُ وَكَانَ يَقْرَؤُهَا مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ[1]

"ام المومنین ام سلمہؓ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے، آپ ﷺ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ پڑھتے، پھر رک جاتے، پھر ﴿الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ پڑھتے پھر رک جاتے، اور ﴿مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ پڑھتے تھے۔"

مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ والی اسی قراءت کی ایک اور روایت سنن ابوداؤ میں ہے:

"ذَكَرَ ابْنَ الْمُسَيِّبِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَقْرَءُونَ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ"[2]

اس حدیث میں سیدہ حضرت ام سلمہ قراءاتِ قرآنیہ اور علوم القرآن کے ایک اہم علم (علم الوقف والابتداء) کی وضاحت فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ہر آیت پر وقف کرتے، پھر اگلی آیت شروع کرتے۔ سورۃ فاتحہ کی تیسری آیت (مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ) کی قراءت میں قراءات سبعہ متواترہ کے قراء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، جیسا کہ زیر نظر حدیث مبارکہ میں ام المومنین نے مالک کی جگہ (مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ) پڑھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود نبی کریم ﷺ نے ایک ہی لفظ کو مختلف قراءات میں صحابہ وصحابیات کے سامنے تلاوت فرمایا اور باقاعدہ اصحاب کو اس کی تعلیم دی۔ جس صحابی یا صحابیہ نے نبی کریم ﷺ کو جیسے پڑھتے ہوئے سنا، آگے روایت کر دیا۔ لفظ ملک اور مالک کے متعلق قراء سبعہ کے اختلاف کو علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ جو اس فن کے امام ہوئے ہیں، نے اپنی کتاب حرزالأماني ووجه التهاني في القراءات السبع المعروف (الشاطبیہ) کے باب القرآن میں یول بیان کیا ہے۔

---

1 سنن ترمذي، أَبْوَابُ الْقِرَاءَاتِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، بَابٌ فِي فَاتِحَةِ الكِتَابِ، رقم: 2927-

2 سنن أبي داؤد، كِتَاب الْحُرُوفِ وَالْقِرَاءَاتِ، رقم:: 4000 -

وَمَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ رَاوِيهِ نَاصِرٌ وَعَنْدَ سِرَاطِ وَالسِّرَاطَ لِ قُنْبُلَا[1]

یعنی امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے مَالِكِ باالالف پڑھا ہے، یہ دونوں کوفی قراء ہیں، جو حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کی قراءت پر ہیں۔ اور باقی قراء مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ پڑھتے ہیں۔ قاری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "عنایات رحمانی" جو شاطبیہ کی شرح ہے میں ملا علی قاری کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"رَاوِيهِ نَاصِرٌ " میں اشارہ ہے، کہ مَلِكِ افضل ہے کیونکہ یہ بلیغ تر ہے، یہ کیفیت کے لحاظ سے راجح ہے اور لفظ مَالِكِ اکمل ہے، کیونکہ اس میں ایک حرف زیادہ ہے، جو اجر کی زیادتی کا باعث ہے۔ اور میں دو رکعتوں میں دونوں کو جمع کر لیتا ہوں، کیونکہ یہ پانچ قراء کی قراءۃ ہے۔[2]

اس کے فوائد پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ الف والی قراءۃ کو مقدم رکھتے۔ حافظ ابو شامہ کے مطابق مَلِکِ، مَالِکِ دونوں حق تعالیٰ کی صفات ہیں، چونکہ دونوں قراءتیں ثابت ہیں اور دونوں سے حق تعالیٰ کا کمال ظاہر ہوتا ہے۔ دونوں قراءتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے منقول ہیں۔[3]

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَأُرَاهُ قَالَ وَعُثْمَانَ كَانُوا يَقْرَءُونَ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ "[4]

"سیدنا انس بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر، عمر اور راوی کے مطابق سیدنا انس نے حضرت عثمان کا نام بھی لیا ہے اور کہا کہ یہ سب (مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ) پڑھتے تھے۔"

حضرت ام سلمہ نے بھی خود (مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ) حضور سے سنا اور حدیث کے مطابق خلفائے ثلاثہ حضرت ابو بکر، عمر اور عثمان کی قراءۃ مَالِکِ تھی۔ یعنی دونوں قراءات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول ہوئیں۔

جامع ترمذی ہی کے [أبواب القراءات عن رسول الله ﷺ] میں حضرت سیدہ ام سلمہ سے ﴿إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ

---

1 الشاطبي، القاسم بن فيره بن خلف، حرزالأمانى ووجه التهانى فى القراءات السبع، (الرياض: مكتبة الهدى، 2005ء،): 108: 16۔

2 فتح محمد پانی پتی، عنایات رحمانی، (لاہور: قراءات اکیڈمی، س ن)، 1: 312۔

3 عنایات رحمانی، 1: 312۔

4 سنن ترمذی، أَبْوَابُ الْقِرَاءَاتِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابٌ فِي فَاتِحَةِ الكِتَابِ، رقم: 2928-

صَالِحٍ﴾[1]، سے متعلق ایک قراءت منقول ہے۔

حضرت ام سلمہ بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ (إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرُ صَالِحٍ) پڑھتے تھے (بکسر المیم وفتح اللام) یعنی نوح کا بیٹا جس نے غیر صالح عمل کیے اور غرق ہو گیا۔

سیدہ ام سلمہ کی بیان کردہ اس قراءت کو امام کسائی اور یعقوب رحمہا اللہ نے روایت کیا ہے۔ باقی چھ قراء (إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ) (بفتح المیم وضم اللام) پڑھتے ہیں، امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ جو قراء سبعہ میں ساتویں مستند قاری ہیں۔

سیدہ ام سلمہ کے متعلق صحابہ کرام کی رائے یہ تھی کہ وہ نبی ﷺ کی طرز پر پڑھ سکتی تھیں، ایک مرتبہ کسی نے پوچھا: نبی ﷺ کی قراءۃ کیسی تھی؟ بولیں ایک ایک آیت الگ الگ پڑھتے، اس کے بعد خود پڑھ کر بتلایا۔ عورتوں کی امامت بھی کرتی تھیں، بہت خوبصورت آواز میں تلاوت فرماتیں۔[2]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امہات المومنین وہ خواتین ہیں، جنھیں نبی کریم ﷺ کی رفاقت نصیب ہونے کے ساتھ ساتھ یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ وہ آپ ﷺ کے علوم و معارف کی امین تھیں۔ انھوں نے آپ ﷺ کے تمام علوم و معارف کو یکجا کیا اور امت تک پہنچایا۔

عہد نبوی میں کسی بھی شخص کے ماہر قرآن ہونے اور تعلق بالقرآن کی پہلی دلیل یہ ہوا کرتی تھی کہ وہ قرآن حکیم کا حافظ ہو۔ امہات المومنین میں سے بعض کو یہ شرف حاصل تھا، کہ انھوں نے قرآن حکیم نبی کریم ﷺ کی زندگی میں حفظ کر لیا تھا، ان میں سر فہرست سیدہ عائشہ، سیدہ ام سلمہ اور سیدہ حفصہ تھیں۔

امہات المومنین کو علم القراءات کے حوالے سے بھی مہارت حاصل تھی کہ وہ قرآن کی منسوخ اور غیر منسوخ تمام قراءات کی عالمہ تھیں۔ اس حوالے سے صحیح بخاری اور ترمذی کی روایات موجود ہیں، جامع ترمذی میں سیدہ عائشہ کے الفاظ موجود ہیں:

"قَالَتْ عَائِشَةُ أُنْزِلَ فِي الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ"[3]

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امہات المومنین کو قرآن حکیم کی ناسخ و منسوخ تمام قراءات کا علم تھا۔

---

1 سورة هود، 11: 46۔

2 ظفر علی قریشی، امہات المؤمنین اور مستشرقین، (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، س ن): 150۔

3 سنن ترمذي، أَبْوَابُ الرَّضَاعِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، بَابُ مَا جَاءَ لاَ تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلاَ الْمَصَّتَانِ، رقم: 1150۔

قراءاتِ قرآنیہ کے حوالے سے امہات المومنین کی نہ صرف حجاز بلکہ تمام بلاد اسلامیہ میں شہرت تھی۔ پوری اسلامی دنیا سے لوگ اپنے مصاحف کی تصحیح کے لیے امہات المومنین کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ عراق سے ایک شخص اس نیت سے حاضر خدمت ہوا کہ سیدہ عائشہ کے مصحف سے اپنے مصحف کی تصحیح کروں۔

یہ انفرادیت بھی امہات المومنین کو حاصل ہے کہ بطور خواتین نبی کریم ﷺ کی براہِ راست شاگردہ تھیں۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے بالمشافہ قرآن حکیم اخذ کیا تھا۔ اسی سبب سے وہ حضور ﷺ کی پڑھت اور قراءت سے گہری واقفیت رکھتی تھیں۔ درج بالا سطور میں سیدہ ام سلمہ کی روایات کا تذکرہ موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ آیات کو علیحدہ علیحدہ کرکے پڑھتے، اور آیات کے اختتام پر وقف کرکے بہت اطمینان اور ترتیل سے تلاوت فرماتے۔ سیدہ حفصہ کی روایت میں بھی (یرتلھا) کے الفاظ موجود ہیں، یعنی آپ ﷺ ترتیل سے تلاوت فرماتے، اور ایک ایک حرف پر ڈیرے ڈال کر اس کو مکمل کیا کرتے تھے۔

امہات المومنین کی خدمات قراءات کے حوالے سے ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر قرآن چونکہ سبعہ احرف میں نازل ہوا تھا، اور سبعہ احرف میں قرآن حکیم کی تلاوت کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ صحابہ کرام انتخاب قراءات میں امہات کی رائے کو مقدم سمجھتے تھے، مثال کے طور پر سورۃ یوسف کی آیت جس کا تذکرہ ہو چکا ہے:

﴿حَتّٰۤی اِذَا اسۡتَیۡـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوۡۤا اَنَّہُمۡ قَدۡ کُذِبُوۡا﴾ میں (کذبوا) کی قراءت سے متعلق حدیث بخاری شریف میں اس طرح ہے کہ (کُذِبوا) کو بالتخفیف پڑھا جائے یا (کُذِّبوا) والی قراءت جو تشدید کے ساتھ ہے کو اختیار کیا جائے۔ سیدہ عائشہ نے دنوں قراءات کی تفسیر کی روشنی میں وضاحت فرمائی اور (کذِّبوا) تشدید والی قراءت کو اختیار کرنے کا حکم دیا، جسے قراء سبعہ میں سے بعض قراء نے پڑھا ہے۔

اس کے علاوہ امہات المومنین تمام متنوع قراءات کی وجوہ کو بھی جانتی تھیں۔ سیدہ ام سلمہ نے سورۃ فاتحہ کی آیت کے الفاظ (مَلِکِ یَومِ الدِّین) اور سورۃ واقعہ میں (فروح وریحان) میں راء کو ضمہ (پیش) کے ساتھ (فرُوح وریحان) بیان کرتی ہیں۔ امہات المومنین آپ ﷺ کے اسلوب قراءات کی سب سے زیادہ امین تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ازواج آپ ﷺ کی خدمات قراءات کا ایک درخشندہ باب ہیں۔